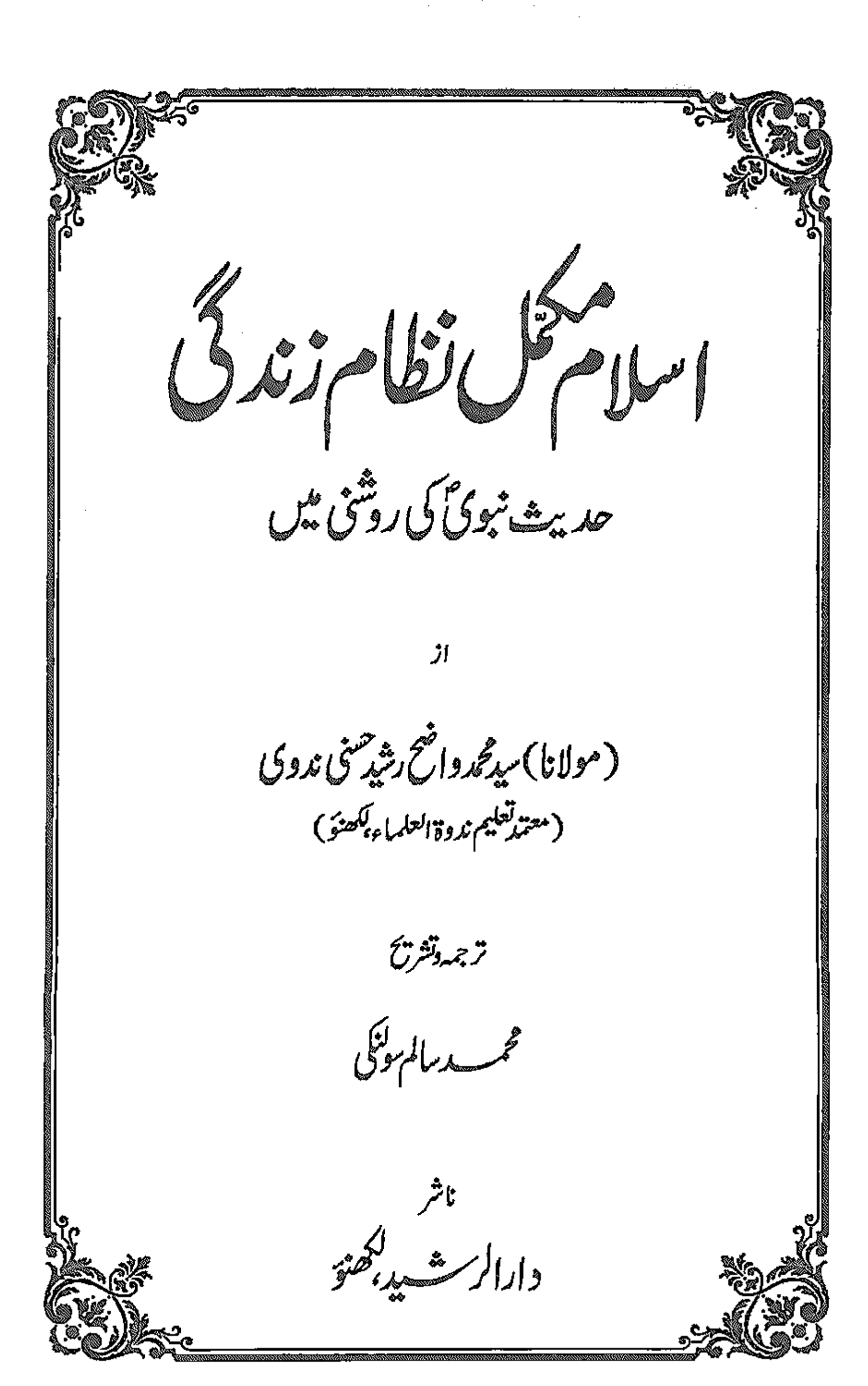


اسلام مکمل نظام زندگی

حدیث نبوی ؐ کی روشنی میں

از

(مولانا) سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

(معتمد تعلیم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

ترجمہ وتشریح

محمد سالم سولنکی

ناشر

دار الرشید، لکھنؤ

باراول

۱۴۳۷ھ - ۲۰۱۶ء

نام کتاب	:	اسلام مکمل نظام زندگی، حدیث نبوی ؐ کی روشنی میں
مؤلف	:	سید محمد واضح رشید حسنی ندوی
ترجمہ و تشریح	:	محمد سالم سولنکی
صفحات	:	۴۸
تعداد	:	گیارہ سو

باہتمام

مرکز التعلیم والتربیۃ لجمعیۃ الاتحاد والبیو باری، فتح پور شیخاواٹی، سیکر راجستھان

فون: 01571232108 - 01571232128

ناشر

دارالرشید

E- mail: daralrasheed786@gmail.com

164/106 خاتون منزل حیدر مرزا روڈ، گولہ گنج، لکھنؤ

فہرست مضامین

	پیش گفتار	۵
	پیش لفظ	۸
(۱)	عقیدہ وایمان	۱۱
(۲)	ایمان کے ساتھ قول وعمل کی سچائی	۱۳
(۳)	حسن سلوک	۱۴
(۴)	بغیر ایمان کے نیک عمل کی حیثیت	۱۵
(۵)	رسالت کا اقرار	۱۶
(۶)	ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال	۱۷
(۷)	مسلمان کی دلآزاری اور ایذا رسانی سے اجتناب	۱۸
(۸)	ملعون شخص	۱۸
(۹)	کسب معاش کی فضیلت	۱۹
(۱۰)	استغناء	۲۰
(۱۱)	علم کی فضیلت	۲۰
(۱۲)	ذکر کی فضیلت	۲۱
(۱۳)	اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنا	۲۱
(۱۴)	مرد اور عورت کے لیے خوشبو کا استعمال	۲۲
(۱۵)	قیامت کے دن کن لوگوں کو سایہ نصیب گا	۲۳
(۱۶)	انتقام پر قادر ہونے کے باوجود معافی	۲۴
(۱۷)	دنیا ہی میں برائیوں کی سزا	۲۵
(۱۸)	تجارت اور معاملات میں سچائی کی اہمیت وفضیلت	۲۶

(۱۹)	نیکی کی شاہ کلید	۲۷
(۲۰)	توکل علی اللہ	۲۸
(۲۱)	خیر کے کام کی فضیلت	۲۹
(۲۲)	یتیموں اور ناداروں کی خیر خواہی	۲۹
(۲۳)	پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک	۳۰
(۲۴)	ملنے جلنے والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ	۳۱
(۲۵)	مہمانوں کا اکرام	۳۱
(۲۶)	ایک دوسرے کا تعاون	۳۲
(۲۷)	مجلس کے آداب	۳۳
(۲۸)	بیوہ اور مسکینوں کے ساتھ ہمدردی	۳۳
(۲۹)	دین آسان ہے	۳۴
(۳۰)	تقویٰ اور کتاب وسنت کی پابندی	۳۵
(۳۱)	سرکشی اور ہٹ دھرمی کی شناعت	۳۶
(۳۲)	ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق	۳۷
(۳۳)	عظمت صحابہ	۳۸
(۳۴)	صلہ رحمی	۳۸
(۳۵)	اتحاد واتفاق	۳۹
(۳۶)	بغض وحسد اور بدگمانی کی ممانعت	۳۹
(۳۷)	مومن کی عزت وآبرو کی حفاظت	۴۰
(۳۸)	عصبیت کی ممانعت	۴۱
(۳۹)	دین سراپا خیر خواہی ہے	۴۱
(۴۰)	حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش گفتار

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وبعد۔

آج سے تقریباً چھیالیس سال پہلے ۱۹۷۱ء میں آل انڈیا ریڈیو کی اپنی ملازمت کے زمانہ میں والد محترم مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی (مدظلہ العالی) نے اپنی ایک ڈائری میں چالیس حدیثیں لکھی تھیں، چھپنے کے لیے نہیں، رسالہ کی شکل میں لانے کے لیے نہیں، اس مرض کی تشخیص کے لیے جس مرض میں ہم میں سے ہر شخص آج گرفتار ہے، اور ستم یہ کہ وہ گرفتار ہے؛ لیکن اسے اپنی گرفتاری کا احساس نہیں، نسخہ اس کے پاس ہے؛ لیکن اگر نسخہ ہی کو بگاڑ دیا جائے، کوئی دوا گھٹا دی جائے اور کوئی دوا بڑھا دی جائے، دواؤں کے تناسب کا خیال ہی نہ رکھا جائے، مقدار کی اہمیت کی کوئی پرواہ ہی نہیں کی جائے، اوقات کی پابندی کا کوئی اہتمام ہی نہ کیا جائے تو کیا وہ نسخہ اپنا کام کرے گا؟ مانا کہ ساری دوائیں اصلی ہیں اور ہر دوا کے اندر اس کی تاثیر موجود ہے، لیکن یہ بھی تو ہے حکیم ہی کا فرمایا ہوا کہ ادھر اجزاء کا تناسب بگڑا، ادھر نسخہ کا اثر کم ہوا۔

مسجد میں نمازیوں کی تعداد دیکھیے، مدرسوں میں طلبہ کی بھیڑ دیکھیے، حاجیوں کا امنڈتا سیلاب دیکھیے، معتمرین کے قافلوں پر قافلوں کی آمد دیکھیے، تبلیغ کے لیے گشت کرتی جماعتوں کو دیکھیے۔

ایک طرف حسن اخلاق کا وہ مظاہرہ کہ خوشامد معلوم ہونے لگے، جہاد کا وہ جذبہ کہ خالد بن ولید کی یاد آنے لگے، عبادتوں کا وہ اہتمام کہ اکیسویں صدی میں قرن اول نظر آنے

لگے، لیکن دوسری طرف دین کے اہم ترین شعبوں سے وہ غفلت کہ عقل حیرت میں پڑ جائے اس تضاد پر۔

عبادت میں بڑے فائق؛ لیکن لین دین میں نہایت کچے، معاملات میں نہایت کھرے، لیکن عقیدہ کے نہایت کمزور، حج پر حج کرنے والے، لیکن بے ایمانی سے رشتہ ویسا ہی بنائے رکھنے والے، مسجدوں کو آباد رکھنے والے؛ لیکن ساتھ ساتھ میخانوں کی بھی رونق بڑھانے والے، ہر سال یا ہر دو سال میں عمرہ کے لیے نکلنے والے، لیکن حلال کو حرام میں اور حرام کو حلال میں ملانے والے، بیوی کے ساتھ اچھے تو ماں کے ساتھ برے، ماں کے ساتھ اچھے تو بیوی کے ساتھ برے، پڑوسیوں کے ساتھ معاملہ اچھا تو رشتہ داروں کے ساتھ معاملہ خراب، بندوں کا حق ادا کرنے میں بڑے چوکس، لیکن خدا کا حق ادا کرنے میں بڑے کوتاہ، خدا کا حق ادا کرنے کا بڑا خیال تو بندوں کا حق ادا کرنے میں بڑے بے پرواہ۔

یہ نتیجہ ہے دین کی من مانی تشریح کا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمل کو جو حیثیت دی، جو اس کو قیمت دی، زندگی میں جو اس کا تناسب رکھا، ہم نے وہ حیثیت بدلی، وہ قیمت بدلی، وہ تناسب بدلا، اور اپنے مزاج، اپنے شوق، اپنی پسند اور اپنی طبیعت کے اعتبار سے دینی شعبوں میں سے کسی ایک شعبہ کو اپنے لیے منتخب کیا اور اپنا سارا زور، ساری طاقت اور ساری توانائی اسی پر صرف کر دی اور دین کے بقیہ شعبوں کو اس طرح نظر انداز کیا جیسے کہ ان کا دین سے دور کا بھی تعلق نہیں، جبکہ حکم ہم کو یہ دیا گیا ہے کہ دین میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، "اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً"

یہی وہ بے اعتدالی اور دین کی غلط تشریح تھی جس نے والد محترم کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ وہ دین کے مختلف شعبوں سے متعلق حدیثوں کا ایک مجموعہ تیار کریں اور اس کے ذریعہ لوگوں کو یہ پیغام دیں کہ جب تک یہ بے اعتدالی دور نہ ہوگی اور اعمال کا یہ توازن بگڑا رہے گا اور دین کے تمام پہلوؤں پر عمل کا مزاج نہیں بنے گا تو ہماری تنزلی کا یہ سلسلہ

جاری رہے گا۔

صحابہ کرامؓ کا سب سے بڑا جوہر اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا اعتدال تھا اور یہ چیز ان کو ملی تھی آقائے نامدار سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے طفیل میں، وہ آپ کو جیسا دیکھتے ویسا ہی بننے کی کوشش کرتے، جو کرتے دیکھتے وہی کرنا چاہتے اور جس طرح کرتے دیکھتے اسی طرح کرنا چاہتے۔

''بقامت کہتر بقیمت بہتر'' کا مصداق یہ رسالہ اپنے اندر بڑی افادیت رکھتا ہے، دین کی صحیح اور جامع تصویر پیش کرتا ہے، اور اس پر صاحب رسالہ کا لکھا مقدمہ تو ہم سب کی آنکھیں ہی کھول دیتا ہے۔

لائق مبارک باد ہیں عزیزی محمد سالم سولنکی جنھوں نے ان احادیث کا ترجمہ کیا اور ان احادیث کا پیغام قاری تک پہنچایا، ترجمہ بھی سلیس ہے اور پیغام بھی مفید، اس وقیع رسالہ کی اشاعت ''دارالرشید'' کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے، اللہ تعالی ان تمام لوگوں کو اس کا صلہ عطا فرمائے جن کا اس کام میں حصہ ہے۔

جعفر مسعود حسنی ندوی

۱۷؍شعبان؍۱۴۳۷ھ

۲۵؍مئی؍۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

(مولانا) سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

الحمد للّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين محمد بن عبد الله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد۔

قرآن کریم کی ایک اہم آیت {اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْناً} (آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا) [سورہ مائدہ:۲] پر تلاوت کے وقت مجھے غور کرنے کی توفیق ہوئی، تو اس میں مجھے تین نکتے نظر آئے، جن کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے، ایک یہ کہ اسلام دینِ کامل ہے، یعنی زندگی کے سارے شعبوں پر مشتمل ہے، اور اس میں ترمیم، تنسیخ یا اصلاح کے عمل کی کوئی گنجائش نہیں، وہ قیامت تک کے لیے ہے اور ہر دور کے تقاضوں کے مطابق ہے، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کو خدا نے اتمام نعمت قرار دیا ہے اور تیسرے یہ کہ اب اسلام ہی مذہب کی حیثیت سے قابل عمل اور قابل اعتماد ہے، اسی لیے دوسری جگہ ارشاد ہے" {وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ} (جو کوئی اسلام کے سوا اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں تباکاروں میں سے ہوگا) [آل عمران:۸۵]

تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دور میں اسلام کو صحیح شکل میں قائم رکھنے کے لیے علماء اور مجتہدین پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے عہد کے انحراف اور غلط تشریحات کا مقابلہ کیا، جن کی کوششوں سے اسلام اب بھی صحیح شکل میں قائم ہے۔

حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ یہودیوں نے جب اس آیت کو سنا تو کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کو جشن کے طور پر مناتے۔

اسلامی تاریخ کی ایک ٹریجڈی یہ ہے کہ مختلف ادوار میں علماء اور مفکرین نے اسلام کے بعض اجزاء پر زیادہ زور دیا کہ وہی اسلام سمجھے جانے لگے، اور بعض حضرات نے دوسرے اجزاء پر زور دیا کہ بس وہی اس فرقہ کے لیے اہمیت کے حامل ہو گئے۔

اسی طرح اعمال واحکام میں تناسب کا خیال نہیں رکھا گیا، اپنے ذوق اور علم کی بنیاد پر بعض کی اہمیت پر زیادہ زور دیا اور بعض پر کم، اسی لیے مسلم سماج میں توازن قائم نہیں رہا، اس کی ایک مثال قرآن کی آیت ہے جس میں جہاد پر زور دینے کے بعد کہا گیا: {فَلَوْلاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ} (سو یہ کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جائیں تا کہ دین (کا علم سیکھیں اور اس میں سمجھ پیدا کریں) اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو ان کو ڈرائیں تا کہ وہ محتاط رہیں) [سورہ توبہ:۱۲۲]۔

خود حدیث شریف میں جو قرآن کریم کی شرح ہے، اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا اور کہا: میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنا چاہتا ہوں اور اللہ سے اس کے اجر کی خواہش رکھتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے والدین میں کوئی زندہ ہیں، اس نے کہا: ہاں، دونوں زندہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ سے اجر چاہتے ہو؟ کہا: ہاں، فرمایا: جاؤ ان کی خدمت کرو۔ (متفق علیہ)

اس عہد کا اصل مرض اسلام کی من مانی تشریح اور عمل میں عدم توازن یا جزوی عمل ہے، اور یہی اس عصر کا مرض اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا سبب ہے۔

سورہ مائدہ کی اس آیت پر غور کر کے میرے ذہن میں ایک نقشہ آیا جو خود قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے {أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرةٍ طَيِّبَةٍ

أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا } (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی (اچھی) تمثیل کلمہ طیبہ کی بیان کی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کے مشابہ ہے جس کی جڑ (خوب) مضبوط ہو اور اس کی شاخیں (خوب) اونچائی میں جا رہی ہوں، وہ اپنا پھل ہر فصل میں اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا رہتا ہو) [سورہ ابراہیم: ۲۴-۲۵]

میں نے اسلام کو ایک شجر (درخت) تصور کیا پھر اس کی تعلیمات کو جو زندگی کے مختلف شعبوں کے متعلق ہیں شاخیں تصور کیا اور اس کا نقشہ بنایا، اور اس کے مطابق حدیثوں کو جمع کیا، جو زندگی کے سارے شعبوں سے متعلق ہیں، اب اگر ان سارے شعبوں کو جمع کیا جائے اور اسلام کامل وجود میں آجائے تو اس کی مثال شجر کی طرح ہوگی جو ہر دور میں خدا کی مدد اور حکم سے پھل دے گا اور "تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا" کا مصداق ہوگا۔

اس دور میں ہماری کوششوں اور اسلامی تحریکات کی ناکامی کا سبب اسلام کامل کا نمونہ پیش کرنے میں تقصیر (کوتاہی) ہے، ہم نے چالیس احادیث کا انتخاب اسی تصور کی بنیاد پر کیا، یہ کام اکتوبر ۱۹۷۱ء میں شروع کیا اور نومبر ۱۹۷۱ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا، یہ چالیس حدیثیں میری ایک ڈائری میں موجود تھیں، جو ایک عرصہ سے مل نہیں رہی تھی، عزیزی مولوی محمد وثیق ندوی نے جو میرے معاون علمی ہیں اور دیگر تمام کتابوں کی تحقیق و مراجعت کی ہے، اس کو ڈھونڈ نکالا اور اس کو مرتب کیا، پھر ان کا اردو ترجمہ اور تشریح عزیزی محمد سالم سولنکی نے کی جو میرے بیٹے مولوی جعفر مسعود حسنی ندوی کی نظر ثانی کے بعد آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے اور اس عمل کو قبولیت سے نوازے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے (آمین)۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی
معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنو

۷؍رجب؍۱۴۳۷ھ
۱۵؍اپریل؍۲۰۱۶ء

اسلام مکمل نظام حیات
حدیث نبویؐ کی روشنی میں

(۱) عقیدہ وایمان

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ـ صَلّٰی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ـ یَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الإِیْمَانُ؟ قَالَ : " اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلاَئِکَتِهِ وَکِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الاٰخِرِ ". قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الإِسْلاَمُ؟ قَالَ : " الإِسْلاَمُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكَ بِهِ شَیْئًا وَتُقِیمَ الصَّلاَةَ الْمَکْتُوبَةَ وَتُؤَدِّیَ الزَّکَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ ". قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الإِحْسَانُ؟ قَالَ : " اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لاَ تَرَاهُ فَإِنَّهُ یَرَاكَ ". قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَی السَّاعَةُ ؟ قَالَ : " مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَکِنْ سَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا ، إِذَا وَلَدَتِ الأَمَةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا ، وَإِذَا کَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا ، وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِی خَمْسٍ لاَ یَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ اللّٰهُ ". ثُمَّ تَلاَ ـ صَلّٰی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ـ (إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ) ". قَالَ: ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ـ صَلّٰی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ـ " رُدُّوا

عَلَيَّ الرَّجُلَ". فَاَخَذُوا لِيَرُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ" هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ ". (رواہ مسلم، کتاب الایمان

حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے: ایک دن کی بات ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اس کے فرشتوں پر ایمان لاؤ، اس کی کتاب پر ایمان لاؤ، اس کے سامنے پیش کیے جانے پر ایمان لاؤ، اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اخروی زندگی پر ایمان لاؤ۔

پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسلام کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم ایک اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نمازوں کی پابندی کرو، زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔

پھر اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! احسان کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ پا رہے ہو، تو یہ یقین رکھو کہ وہ تو تم کو دیکھ ہی رہا ہے۔

پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوال کرنے والے سے زیادہ مجھے اس کا علم نہیں ہے، البتہ اس کی کچھ علامتیں بتا سکتا ہوں۔

(۱) باندی اپنے آقا کو جنے گی (یعنی زنا عام ہوگا، نافرمانی زیادہ ہوگی، ماں باپ اولاد کے تابع بنائے جائیں گے خاص طور پر لڑکیوں کے)۔

(۲) تم ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہنے والے لوگوں کو حکمرانی کرتے دیکھو گے۔

(۳) بھیڑ و بکریاں چرانے والوں کو اونچی اونچی عمارتیں بناتے اور ان پر ایک

دوسرے پر فخر کرتے دیکھو گے۔

(پھر آپ نے فرمایا): پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غداً وما تدري نفس بأي أرض تموت إن الله عليم خبير"۔

ترجمہ: قیامت کا علم بے شک اللہ ہی کو ہے اور وہی جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی اور رحم مادر میں کیا ہے، اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے، اور کوئی نہیں جانتا کہ کس کی موت کہاں واقع ہوگی سوائے اللہ کے۔

یہ سب باتیں سن کر جب وہ شخص چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو واپس بلاؤ، جب صحابہ کرام اس کو بلانے گئے تو وہ شخص ان کو کہیں نظر نہیں آیا، واپس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! وہ شخص تو کہیں دکھا ہی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کوئی اور نہیں، جبرئیل تھے جو تم لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے۔

حدیث کا پیغام

ایمان یہ ہے کہ دل سے گواہی دیں، زبان سے اقرار کریں اور زندگی اپنی اس طرح گزاریں کہ ہمارا ہر عمل اس یقین کے ساتھ ہو کہ خدا ہمیں دیکھ رہا ہے، ہمارے عمل کو بھی اور عمل کے طریقہ کو بھی، ہمارے دل کو بھی اور دل کی کیفیت کو بھی، مرنے کے بعد ایک دوسری زندگی ہے، اس میں وہ سب سامنے آجائے گا جو ہم نے دنیا میں کیا ہے، یہی تصور انسان کو نیکیوں پر آمادہ کرتا ہے اور برائیوں سے باز رکھتا ہے۔

(۴) ایمان کے ساتھ قول وعمل کی سچائی

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَیُّ الاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : " الإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِی سَبِيلِهِ ". قَالَ : قُلْتُ : اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ ؟

قَالَ : " اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا". قَالَ : قُلْتُ فَإِنْ لَمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ : " تُعِينُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لاَخْرَقَ ". قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ : " تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ " (رواه مسلم، كتاب الإيمان)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا، پھر میں نے پوچھا: اللہ کی راہ میں کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو غلام مالک کو زیادہ پسند ہو اور دام بھی اس کے زیادہ ہوں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں یہ کام نہ کرسکوں تو کیا اس کے علاوہ بھی کوئی دوسرا عمل ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں، کام میں جو کمزور ہے، پھوہڑ و بدسلیقہ ہے، اس کے کام میں اس کی مدد کرو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر کم سے کم یہ کوشش کرو کہ تمہاری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور یہی تمہاری طرف سے تمہاری جان کا صدقہ ہے۔

حدیث کا پیغام

اگر آپ کسی کو فائدہ نہیں پہنچاسکتے تو کم سے کم کسی کو نقصان تو نہ پہنچایئے، اگر آپ کسی کے آنسو نہیں پونچھ سکتے، تو کم سے کم آنسو نہ بہایئے، اگر آپ کسی کو کچھ دے نہیں سکتے تو کم سے کم اس سے لینے سے تو بچیئے، چڑھائی پر ٹرالی والا ٹرالی کھینچ رہا ہے، تنہا نہیں کھینچ پارہا، پیچھے سے ہاتھ لگادیجیے، رکشا پر آپ بیٹھے ہیں، چڑھائی ہے، وزن آپ کا کچھ کم نہیں، رکشہ سے اتر آیئے۔

(۳) حسن سلوک

عَنْ اَبِى شُرَيْحِ الْخُزَاعِىِّ اَنَّ النَّبِىَّ ـ صلى الله عليه وسلم ـ قَالَ :

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الاخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الاخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الاخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ ". (رواہ مسلم ، باب الحث علی إکرام الجار والضیف ولزوم الصمت)

حضرت ابوشریح خزاعیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے تو اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، اسی طرح جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، اسی طرح جو شخص اللہ پر اور مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان سے بھلی بات کہے ورنہ پھر خاموش رہے۔

حدیث کا پیغام

پڑوسیوں سے جھگڑے کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے، نالی کا جھگڑا، دروازے کا جھگڑا، کوڑے کا جھگڑا، کبھی دل نہیں چاہئے گا پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا، اگر اسلام نہ ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات نہ ہوتیں، تو شاید پڑوسی پیاسا ہی مر جاتا، لیکن دوسرا اس کے منہ میں پانی کا قطرہ نہ ٹپکاتا۔

مہمان نوازی کی اہمیت کا اندازہ آپ ان علاقوں میں لگایئے جہاں گھروں کے علاوہ کھانے پینے کا کوئی نظم نہیں، اب اگر وہاں مہمان نوازی کا خیال نہ رکھا جائے، کھانے پینے کا نظم نہ کیا جائے تو وہ بیچارہ کیا کرے گا، کہاں سے اپنا پیٹ بھرے گا؟

اسی وجہ سے حسن سلوک کو مومن کے کامل ایمان کی علامت اور جنت کی ضمانت قرار دیا ہے، خاص طور سے پڑوسیوں کے ساتھ، اور حسن سلوک کا ادنی درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے بھلی بات ہی کہہ دے ورنہ خاموش رہے، اس لیے کہ خاموشی انسان کو بہت سی برائیوں سے بچا لیتی ہے۔

(۴) بغیر ایمان کے نیک عمل کی حیثیت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ: " لاَ يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ".

(رواه مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على ان من مات على الكفر لا ينفعه عمل)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! ابن جدعان زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی بھی کرتا تھا اور غریبوں ومسکینوں کو کھانا بھی کھلاتا تھا، تو کیا اس کو اس کا یہ عمل اخروی زندگی میں کچھ فائدہ پہنچائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اس لیے کہ اس نے کبھی بھی اپنی زبان سے یہ نہیں کہا! اے اللہ! آخرت میں میرے گناہوں کو معاف فرما۔

حدیث کا پیغام

آخرت میں انسان کو اس کا نیک عمل تبھی نفع پہنچائے گا، جبکہ وہ دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کو مانتا ہو۔

(۵) رسالت کا اقرار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لاَ يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلاَ نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلاَّ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ "

(رواه مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة محمد صلى الله عليه وسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، اس امت کا کوئی بھی شخص چاہے وہ یہودی ہو، چاہے عیسائی، اگر میری دعوت اس تک پہنچتی ہے اور وہ ایمان نہیں لاتا اور مر جاتا ہے تو وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

حدیث کا پیغام

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ سے پہلے کی تمام شریعتیں منسوخ کردی گئیں، اب آپ ہی کے لائے

ہوئے دین پر عمل کرنا ہوگا، چنانچہ آخرت میں جنت میں داخلہ اور دوزخ سے خلاصی آپ ہی کی رسالت کے اقرار پر منحصر ہے۔

(۶) ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ -صلی الله علیه وسلم- قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ ". قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ " الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْیَتِیمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّی یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلاَتِ الْمُؤْمِنَاتِ".

(رواہ مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الکبائر واکبرھا)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات باتیں انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں، ان سے بچو۔

صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ سات باتیں کیا ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

(۲) جادو کرنا یا کرانا۔

(۳) ناحق کسی کو قتل کرنا۔

(۴) سود کھانا۔

(۵) یتیم کا مال ہڑپ کرنا۔

(۶) میدان جنگ سے جنگ کے دوران راہ فرار اختیار کرنا۔

(۷) نیک اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

حدیث کا پیغام

یہ وہ چیزیں ہیں جو معاشرہ کو تباہ کرتی ہیں، کمزور کرتی ہیں، جھگڑے بڑھاتی ہیں،

اختلافات کو ہوا دیتی ہیں، بدگمانی پیدا کرتی ہیں، پاک دامن عورتوں کی بے آبروئی کا سبب بنتی ہیں، لہٰذا ان سے ہر طرح سے بچنا چاہیے اور ایسا کرنے والوں سے دور رہنا چاہیے۔

(۷) مسلمان کی دلآزاری اور ایذا رسانی سے اجتناب

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلاً سَالَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- اَىُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ" مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ "

(رواه مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام واي اموره افضل)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مسلمانوں میں سب سے اچھا مسلمان کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ مسلمان سب سے بہتر ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

حدیث کا پیغام

ایک مثالی مسلمان وہی ہے جس کے قول وفعل سے کسی دوسرے انسان کی دلآزاری نہ ہو اور نہ اس کو نقصان پہنچے، ایسا شخص اللہ کے نزدیک محبوب ہوتا ہے اور انسانی معاشرہ میں بھی اس کی مقبولیت اور محبوبیت بڑھتی ہے۔

(۸) ملعون شخص

عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ: " اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ". قَالُوا : وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ » الَّذِى يَتَخَلَّى فِى طَرِيقِ النَّاسِ اَوْ فِى ظِلِّهِمْ ". (رواه مسلم، باب النهي عن التخلي في الطريق والظلال، وفي رواية ابي داود: "اللاعنين).

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ان دو آدمیوں سے بچو جو ملعون قرار دیے گئے ہیں، صحابہ نے پوچھا: وہ دو ملعون آدمی کون ہیں؟ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک وہ شخص جو راستہ میں پیشاب و پاخانہ کرے، دوسرا وہ شخص جو کسی سایہ دار جگہ میں یہ کام کرے۔

حدیث کا پیغام

ذرا سوچیئے! ان دو جگہوں میں ایک جگہ وہ ہے جہاں ہر کسی کا گزر ہوتا ہے، تو کیا وہ ایسی جگہ سے بغیر کچھ لیے گزر پائے گا، جہاں پیشاب و پاخانہ کی بدبو سے اس کا دماغ اڑا جا رہا ہو، دوسری جگہ وہ ہے جہاں کوئی تھکا ہارا کسی درخت سے کمر لگا کر کچھ دیر آرام کے ارادہ سے بڑی دور سے آتا ہے، لیکن پیشاب و پاخانہ کی بدبو اس کو وہاں ایک لمحہ کے لیے بھی ٹکنے نہیں دیتی، تو سوچیے کتنی بددعائیں وہ دیتا ہوگا، کتنی بار لعنت بھیجتا ہوگا؟

(۹) کسب معاش کی فضیلت

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ -صلی الله علیه وسلم- یَقُولُ :"لَاَنْ یَغْدُوَ اَحَدُکُمْ فَیَحْطِبَ عَلَی ظَهْرِهِ فَیَتَصَدَّقَ بِهِ وَیَسْتَغْنِیَ بِهِ مِنَ النَّاسِ خَیْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ یَسْاَلَ رَجُلاً اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهُ ذَلِكَ فَإِنَّ الْیَدَ الْعُلْیَا اَفْضَلُ مِنَ الْیَدِ السُّفْلَی وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُولُ".(رواه مسلم، باب النهي عن المسالة).

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے وہ شخص جو صبح سویرے جنگل جائے، لکڑی کاٹے اور لکڑی کا گٹھر اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، پھر بازار میں اس کو فروخت کرے اور پیسے کمائے اور یہ سب اس لیے کرے کہ کسی دوسرے پر بوجھ نہ بنے، میرے نزدیک ایسا کرنے والا اس شخص سے بہتر ہے جو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، اور کوئی اسے دیتا ہے اور کوئی نہیں دیتا، اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے افضل ہے اور تم دینے میں ان لوگوں کو ترجیح دو جن کی تم پر ذمہ داری ہے۔

حدیث کا پیغام

رزق حلال کے لیے محنت و کوشش اور تلاش معاش دین کے منافی نہیں، بلکہ عین

عبادت ہے، اس لیے کہ بیکاری انسان کو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور کرتی ہے اور رسوائی کا سبب بنتی ہے، اس لیے مومن کو چاہیے کہ حلال روزی کمائے بھی اور حسب استطاعت ضرورتمندوں پر خرچ بھی کرے، ان میں جو قریبی ہوں ان کو ترجیح دے۔

(۱۰) استغناء

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- " لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ ".

(رواه مسلم، باب فضل القناعة والحث عليها)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دولت منداور مالدار وہ نہیں جس کے پاس پیسے کی فراوانی ہے، بلکہ حقیقت میں تو مالدار اور دولت مند وہ ہے جس کا دل بے نیاز ہے۔

حدیث کا پیغام

دولت مند وہ نہیں جس کے پاس روپے اور پیسے کی کثرت ہو، کیوں کہ وہ تو اس کے بعد بھی ہائے ہائے کرتا رہتا ہے، اصل دولت مند تو وہ ہے جس کا دل بے نیاز ہو اور جو کم پر بھی قانع ہو اور خدا کی تقسیم سمجھ کر اس پر راضی ہو۔

(۱۱) علم کی فضیلت

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- " يَا اَبَا ذَرٍّ لاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ ايَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهِ اَوْ لَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ ". رواه ابن ماجة، باب فضل من تعلم القران وعلمه.

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! تمہارا قرآن کی ایک آیت سیکھنا تمہارے لیے سو (۱۰۰) رکعت نفل نماز پڑھنے سے

بہتر ہے، اور اگر تم علم کا ایک باب سیکھنے کے لیے نکلو چاہے اس پر عمل ہو رہا ہو یا نہیں، تو یہ تمہارے لیے ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

حدیث کا پیغام

علم سیکھنا اور سکھانا افضل عبادت ہے، کیوں کہ علم کے بغیر عبادت صحیح طور پر انجام دی ہی نہیں جا سکتی، اسی وجہ سے پہلی ہی وحی میں علم سیکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

(۱۲) ذکر کی فضیلت

عَنْ اَبِي مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم- قَالَ: "مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّه والَّذِي لاَ يُذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ".

(متفق عليه واللفظ للبخاري، باب فضل ذكر الله عز وجل)

حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے اور وہ شخص جو اللہ کا ذکر بالکل نہیں کرتا، دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک زندہ جسم ہو اور دوسرا مردہ۔

حدیث کا پیغام

خدا کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے، قرار آتا ہے، اطمینان حاصل ہوتا ہے، دل میں زندگی کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے، اس کی تازگی اور توانائی بحال ہو جاتی ہے، اور جو خدا کے ذکر سے غفلت برتتا ہے، اس کا دل پس مردہ، طبیعت اس کی افسردہ اور زندگی اس کی بے کیف ہو جاتی ہے، دل کی بے اطمینانی کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ ہے خدا کا ذکر، أَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوب، دلوں کا سکون اللہ ہی کی یاد میں ہے۔

(۱۳) اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنا

عَنْ اَبِي الدَرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَيَبْعَثَنَّ اللهُ اَقْوَاماً يَوْمَ القِيامةِ فِي وُجَوهِهِم النُّورُ على مَنَابِرِ اللُّوْلُو يَغْبِطُهُم

الناسُ لَيْسُوا بِأنْبِيَاءَ ولا شُهَداءَ، فَجَثَا اعْرابِيٌّ على رُكْبَتَيْهِ فقال: يارسولَ الله حَلِّهِم لَنَا نَعْرِفهُم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هُمُ المُتحَابُّون في اللهِ من قَبَائِلَ شتَّى وبِلاَدٍ شتى، يَجْتَمِعُون على ذِكْرِ اللهِ يَذْكُرُونَه.

رواه الطبراني.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو کھڑا کرے گا جن کے چہرے ایسے چمک رہے ہوں گے جیسے کہ موتیوں کے روشن مینار، لوگ ان کو دیکھیں گے اور ان پر رشک کریں گے، نہ تو وہ نبیوں میں سے ہوں گے اور نہ شہیدوں میں سے، یہ سن کر ایک دیہاتی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیے کہ یہ کون لوگ ہوں گے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں، آپ نے فرمایا: وہ مختلف قبائل کے ہوں گے، مختلف ملکوں کے ہوں گے، لیکن اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے، اللہ کا ذکر کرنے کے لیے ایک ساتھ بیٹھنے والے ہوں گے۔

حدیث کا پیغام

اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنا، تعلق قائم کرنا اور اس کی خوشنودی کے لیے ایک دوسرے کے یہاں جانا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے، اور ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہوتا ہے۔

(۱۴) مرد اور عورت کے لیے خوشبو کا استعمال

عَنْ أبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم-" طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ "

(رواه الترمذي، باب ما جاء في طيب الرجال والنساء)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کے لیے خوشبو وہ ہے جس کی مہک تو ظاہر ہو لیکن رنگ اس کا ظاہر نہ ہو، اور عورتوں کی خوشبو یہ

ہے جس کا رنگ ظاہر ہو مگر مہک ظاہر نہ ہو۔

حدیث کا پیغام

عورت کو ہر اس چیز سے پرہیز کرنا چاہیئے جو مردوں کو اس کی طرف راغب کرے خوشبو وہ چیز ہے جو دور سے اپنا اثر ڈالتی ہے، آنکھ تو اس وقت دیکھتی ہے، جب قریب آتی ہے، لیکن ناک بہت دور سے سونگھ لیتی ہے اور دماغ تک اس خوشبو کو پہنچا کر طرح طرح کے خیالات میں اس کو الجھا دیتی ہے۔

(۱۵) قیامت کے دن کن لوگوں کو سایہ نصیب گا

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِیِّ - صلی الله علیه وسلم - قَالَ " سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى فِی ظِلِّهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ إِمَامٌ عَدْلٌ ، وَشَابٌّ نَشَاَ فِی عِبَادَةِ اللّٰهِ ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّی اَخَافُ اللّٰهَ ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ "

(رواه البخاري، باب الصدقة باليمين)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالی اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔

۱۔ انصاف پرور حاکم۔

۲۔ وہ نوجوان جس کی جوانی خدا کی بندگی ہی میں گذری ہو۔

۳۔ وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہو۔

۴۔ وہ دو شخص جو اللہ کے لیے محبت رکھتے ہوں، اسی نسبت سے آپس میں ملتے ہوں اور اللہ ہی کے لیے جدا ہوتے ہوں۔

۵-وہ شخص جس کو کوئی خوبصورت اور رتبہ والی عورت اپنی طرف راغب کرے اور وہ یہ کہہ کر بچے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶-وہ شخص جو صرف اللہ ہی کے لیے صدقہ کرتا ہو یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چل پاتا ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔

۷-وہ شخص جو تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتا ہو اور اس کے سامنے روتا اور گڑ گڑاتا ہو۔

حدیث کا پیغام

یہ وہ اوصاف ہیں جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کر لیتے ہیں، اور یہی اوصاف قیامت کے دن مومن کو اللہ کے سایہ میں پہنچائیں گے، لہٰذا ہم کو چاہیے کہ اپنی زندگیوں میں ان چیزوں کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

(۱۶) انتقام پر قادر ہونے کے باوجود معافی

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ - رضی الله عنه - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صلی الله علیه وسلم - قَالَ " لَیْسَ الشَّدِیدُ بِالصُّرَعَةِ ، إِنَّمَا الشَّدِیدُ الَّذِی یَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ " . (رواه البخاري ، باب الحذر من الغضب)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے، بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ آنے پر اپنے او پر قابو رکھے۔

حدیث کا پیغام

بدلہ اور انتقام لینے کی طاقت کے باوجود عفو و در گزر سے کام لینا اللہ تعالی کو بہت پسند ہے، قرآن کریم میں بھی معاف کرنے والے کو بدلہ لینے والے سے بہتر قرار دیا گیا ہے، معاف کرنے سے دل کو بھی سکون ملتا ہے اور مسئلہ بھی جلد حل ہو جاتا ہے، اور دل کو قابو میں رکھنے اور جلدی سے کنٹرول کرنے کا ذریعہ بھی بنتا ہے جو بعض دفعہ انسان کو سب سے بڑا طاقتور بنا دیتا ہے۔

(۱۷) دنیا ہی میں برائیوں کی سزا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ " يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ وَاَعُوذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُدْرِكُوهُنَّ لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلاَّ فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالاَوْجَاعُ الَّتِى لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِى اَسْلاَفِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا. وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلاَّ اُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ. وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ اَمْوَالِهِمْ إِلاَّ مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلاَ الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ إِلاَّ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَاَخَذُوا بَعْضَ مَا فِى اَيْدِيهِمْ. وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ إِلاَّ جَعَلَ اللّٰهُ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ "

(رواه ابن ماجة ، باب العقوبات)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا: اے مہاجرین! پانچ چیزیں ایسی ہیں، جن میں تم کو آزمایا جائے گا اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم کو ان چیزوں میں آزمایا جائے۔

کسی بھی قوم میں اس وقت تک بدکاری ظاہر نہیں ہوتی جب تک وہ کھلے عام بدکاری نہ کرنے لگے، اور جب یہ کام وہ لوگ کھلے عام کرنے لگیں گے تو اس قوم میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیلیں گی جو پچھلی قوموں میں نہیں پھیلیں، اسی طرح جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں گے تو قحط سالی اور بھکمری آئے گی اور حکمرانوں کے ظلم وستم سے انہیں دوچار ہونا پڑے گا، اسی طرح جب وہ زکوۃ دینا بند کریں گے تو ان پر بارش روک لی جائے گی، اگر جانور نہ ہوتے تو ان پر بارش ہی نہ ہوتی، اور جب بھی وہ اللہ سے کیا گیا عہد اور اس کے رسول سے کیا گیا وعدہ کو توڑیں گے تو اللہ تعالیٰ غیروں میں سے ان پر ایسا دشمن مسلط کر

دے گا جوان کے ہاتھوں سے بہت کچھ چھین لے گا، اسی طرح جب ان کے رہنما کتاب اللہ (شریعت) کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے اور اللہ کے نازل کردہ احکام (شریعت کے مسائل) میں من مانی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں جھگڑا اور تفرقہ پیدا کردے گا۔

حدیث کا پیغام

دنیا میں عذاب کی جتنی بھی شکلیں ہیں، وہ سب ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہیں، ہمارے گناہ، ہماری نافرمانیاں اور ہماری بدعہدی ہی ہے جو ہم کو خدا کی رحمتوں سے دور کرتی ہے اور ہم کو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کرتی ہے، اسباب پر تو ہم غور کرتے ہیں، لیکن ہم سبب تک کم ہی پہنچ پاتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی زبوں حالی کا حل منکرات، گناہ، بدعہدی اور برائیوں سے بچنے میں ہے۔

(۱۸) تجارت اور معاملات میں سچائی کی اہمیت وفضیلت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ " الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا - أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا - فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا ، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا" . (رواه البخاري، باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار رہے گا خریدنے نہ خریدنے اور بیچنے نہ بیچنے کا، جب تک کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں، اور اگر وہ سچ بولیں اور ہر چیز کی وضاحت کردیں تو ان کے خریدنے اور بیچنے میں برکت ہوگی اور اگر انہوں نے کچھ چھپایا اور جھوٹ بولا تو وہ برکت اٹھالی جائے گی۔

حدیث کا پیغام

سچائی، دیانت اور وضاحت سے کاروبار میں برکت ہوتی ہے، اور جھوٹ، دھوکہ

اور بد دیانتی سے کاروبار کی برکت اٹھالی جاتی ہے۔

(۱۹) نیکی کی شاہ کلید

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- " عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِى إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِى إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِى إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِى إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا"

(رواه مسلم، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمیشہ سچ بولو اس لیے کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جب تک انسان سچ بولتا رہتا ہے تو وہ اللہ کے یہاں سچ بولنے والوں میں شامل رہتا ہے، اور جھوٹ سے ہمیشہ پرہیز کرو اس لیے کہ جھوٹ انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے، جب تک انسان جھوٹ بولتا ہے اور اس کو عادت بنالیتا ہے تو اللہ کے یہاں اس کا شمار جھوٹوں اور منکروں میں ہوتا ہے۔

حدیث کا پیغام

سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی وہ عبادت ہے جس سے جنت کی راہ ملتی ہے، اس کے مقابلہ میں جھوٹ ایک برائی ہے، ایسی برائی جس کا انجام جہنم ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ سچ بولنے کی عادت ڈالیں تاکہ جنت کی راہ آسان ہو اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کریں جو دنیا و آخرت میں ذلت ورسوائی کا سبب ہے۔

(۲۰) توکل علی اللہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم-

يَوْمًا فَقَالَ " يَا غُلاَمُ إِنِّى أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَىْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلاَّ بِشَىْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَىْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلاَّ بِشَىْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الأَقْلاَمُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ". (رواه الترمذي، حسن صحيح ولم يذكر الباب)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! میں تم کو کچھ باتیں ایسی بتاتا ہوں کہ اگر تم ان کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو اور اپنے دل میں ان کو محفوظ کرلو تو اللہ تعالی تمہاری حفاظت کرے گا۔

(۱)۔ اللہ کو یاد کرو (اس کا استحضار اور اس کے احکام وشریعت کا لحاظ رکھو) تو تم اللہ کو اپنے قریب پاؤ گے (تمہارے کام بنائے گا)۔

(۲) جب بھی کوئی ضرورت ہو تو اللہ ہی سے سوال کرو۔

(۳) جب تمہیں کسی کی مدد کی ضرورت ہو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔

(۴) اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ اگر پوری امت مل کر تم کو نفع پہنچانا چاہے تو بغیر اللہ کی مرضی اور تقدیر کے ہرگز ذرہ برابر نفع نہیں پہنچا سکتی، اور اگر پوری امت تمہیں نقصان پہنچانے پر آمادہ ہوجائے تو بغیر اللہ کی مرضی اور تقدیر کے وہ ذرہ برابر تمہیں نقصان اور ضرر نہیں پہنچا سکتی، اس لیے کہ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے (تقدیر انسانی ہمیشہ کے لئے لکھی جاچکی ہے)

حدیث کا پیغام

اللہ کے احکام پر مکمل طور پر عمل کرنے اور ہر حال میں اسی پر اعتماد و بھروسہ کرنے

سے اللہ کی مدد اور نصرت ہر وقت ساتھ رہتی ہے۔

(۴۱) خیر کے کام کی فضیلت

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم-" تَبَسُّمُكَ فِی وَجْهِ اَخِیكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْیُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِی اَرْضِ الضَّلاَلِ لَكَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِیءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِی دَلْوِ اَخِیكَ لَكَ صَدَقَةٌ".

(رواه الترمذي، باب ما جاء في صنائع المعروف، حسن غريب)

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اے ابوذر!) اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا یہ بھی ایک صدقہ ہے، نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا یہ بھی صدقہ ہے، راستہ بھٹکے ہوئے شخص کو راستہ بتانا یہ بھی صدقہ ہے، راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا یہ بھی صدقہ ہے، اپنے پانی کے ڈول سے دوسرے مسلمان بھائی کا ڈول بھر دینا (اپنے اوپر اس کو ترجیح دینا) یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

حدیث کا پیغام

مومن کا کوئی بھی اچھا عمل ضائع نہیں ہوتا اور یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ کوئی بھی دنیاوی عمل جب اللہ کے لیے کیا جائے، اجر وثواب کی امید کی خاطر کیا جائے تو وہ ایک عبادت بن جاتا ہے۔

(۴۲) یتیموں اور ناداروں کی خیر خواہی

عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ " اَنَا وَكَافِلُ الْیَتِیمِ فِی الْجَنَّةِ هَكَذَا ". وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَی ، وَفَرَّجَ بَیْنَهُمَا شَیْئًا .

(رواه البخاري، باب اللعان)

حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اتنے قریب ہوں گے جتنی کہ یہ دونوں انگلیاں،
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیان کی انگلی آپس میں ملادی۔

حدیث کا پیغام

ذرا دیکھیے ایک عام مسلمان، نہ اس کا شمار صدیقین وشہداء میں، نہ اقطاب وابدال میں، نہ صلحاء واتقیاء میں، لیکن ایک یتیم کی کفالت کر کے کہاں پہنچا، آقائے نامدار کے اتنے قریب پہنچا کہ شاید اتنے قرب کی تمنا کرنا بھی گستاخی اور بے ادبی ہو۔

(۲۳) پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک

عَنْ اَبِی شُرَیْحٍ اَنَّ النَّبِیَّ۔ صلی الله علیه وسلم۔ قَالَ " وَاللّٰهِ لاَ یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لاَ یُؤْمِنُ ، وَاللّٰهِ لاَ یُؤْمِنُ ". قِیلَ وَمَنْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ " الَّذِی لاَ یَاْمَنُ جَارُهُ بَوَایِقَهُ " .(رواه البخاري ، باب إثم من لا يامن جاره بوائقه)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم وہ شخص کامل مؤمن نہیں ہوسکتا، اور آپ نے تین مرتبہ یہی بات دہرائی، صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ شخص کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کا پڑوسی اس کی ایذاء رسانی سے محفوظ نہ رہے۔

حدیث کا پیغام

دنیا میں انسان کا سب سے زیادہ قریب رشتہ داروں کے بعد اگر کوئی ہوتا ہے تو وہ اس کا پڑوسی ہوتا ہے، اور جو جتنا قریب ہوتا ہے اتنا ہی وہ دوسرے کے لیے مسائل کھڑا کرتا ہے، جتنا قریب بڑھے گا اتنا ہی ٹکراو کی نوبت بڑھے گی، ایسے لوگوں کو اسلام بار بار نصیحت کرتا ہے برداشت کی، صبر کی، خیر کا پہلو اپنانے کی اور دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرنے اور ان کو تکلیف سے بچانے کی۔

(۲۴) ملنے جلنے والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- "خَيْرُ الأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ ". رواه الترمذي، باب ما جاء في حق الجوار.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھا ہو اور پڑوسیوں میں سب سے اچھا پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہو۔

حدیث کا پیغام

جس سے اس کے پڑوسی، دوست و رفیق اور ملنے جلنے والے خوش ہوں اور اس کی خوبیوں کی وجہ سے اس کو پسند کرتے ہوں تو وہ شخص اللہ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہو جاتا ہے۔

(۲۵) مہمانوں کا اکرام

عَنْ اَبِى شُرَيْحٍ الْكَعْبِىِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ " مَنْ كَانَ يُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الاخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ، جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ ، وَالضِّيَافَةُ ثَلاَثَةُ اَيَّامٍ ، فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهْوَ صَدَقَةٌ ، وَلاَ يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَثْوِىَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ" رواه البخاري، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه.

حضرت خویلد بن عمرو (ابو شریح الکعبی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، اور یہ اس مہمان کا حق ہے، اور مہمان نوازی تین دن ہے، رہی تین دن کے بعد مہمان نوازی تو وہ صدقہ ہے (اور جہاں تک مہمان کا سوال ہے) تو اس

کے لیے بھی مناسب نہیں کہ اتنا لمبا قیام کرے کہ میزبان کو پریشانی میں ڈالدے۔

حدیث کا پیغام

مہمان کا اکرام کرنا مومن کی پہچان ہے، میزبان کو چاہئے کہ حسب استطاعت مہمان کا اکرام کرے اسی طرح مہمان کو بھی چاہئے کہ وہ میزبان پر بوجھ نہ بنے۔

(۲۶) ایک دوسرے کا تعاون

عَنْ اَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ فِی سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ -صلی اللہ علیه وسلم- " إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَی رَاحِلَةٍ لَهُ قَالَ فَجَعَلَ یَصْرِفُ بَصَرَهُ یَمِینًا وَشِمَالاً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلی اللہ علیه وسلم- " مَنْ کَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْیَعُدْ بِهِ عَلَی مَنْ لاَ ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ کَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْیَعُدْ بِهِ عَلَی مَنْ لاَ زَادَ لَهُ ". قَالَ فَذَکَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَکَرَ حَتَّی رَاَیْنَا اَنَّهُ لاَ حَقَّ لأَحَدٍ مِنَّا فِی فَضْلٍ. رواہ مسلم، باب استحباب المواساۃ بفضول

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، اتنے میں ایک شخص اپنی سواری پر ہمارے پاس آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا، اس کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس زائد سواری ہوتو وہ اپنی زائد سواری اس شخص کو دیدے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس ضرورت سے زائد زادسفر ہوتو وہ فاضل زادسفر اس کو دیدے جس کے پاس زادسفر نہ ہو، راوی کہتے ہیں کہ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف چیزوں کے بارے میں باہم تقسیم کا حکم دیا، حتی کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ زائد مال میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔

حدیث کا پیغام

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اکرام واحسان، ہمدردی وغمخواری اور تعاون کا معاملہ کریں۔

(۲۷) مجلس کے آداب

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- " إِذَا كُنْتُمْ ثَلاَثَةً فَلاَ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الاخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ يُحْزِنَهُ ". رواه مسلم، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث بغير رضاه.

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ایک جگہ پر تم تین آدمی ہوں، تو تم میں سے دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر رازدارانہ انداز میں بات نہ کریں، سوائے اس کے کہ وہاں کئی لوگ موجود ہوں، اس لیے کہ اس طرز عمل سے اس تیسرے شخص کو تکلیف پہنچے گی۔

حدیث کا پیغام

مجلس اور گفتگو کے آداب میں یہ ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھا جائے اور ایسا طرز عمل نہ اختیار کیا جائے جس سے کسی کی دلآزاری ہو اور اس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہوں، کیوں کہ جب تین آدمی بیٹھے ہوں اور ایک کو چھوڑ کر دو آپس میں رازدارانہ طریقہ پر گفتگو کرنے لگیں تو یقیناً تیسرا بدگمانی میں مبتلا ہو جائے گا، اور کسی کو بدگمانی میں مبتلا کرنا یہ خود ایک گناہ ہے۔

(۲۸) بیوہ اور مسکینوں کے ساتھ ہمدردی

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ - صلى الله عليه وسلم - " السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ ". وَاَحْسِبُهُ قَالَ ، يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ - كَالْقَائِمِ لاَ يَفْتُرُ ، وَكَالصَّائِمِ لاَ يُفْطِرُ ". (رواه البخاري ، باب الساعي على المسكين)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیوہ عورت اور غریب ولاچار کے لیے محنت کر کے کمانے والا (ان کی حاجت

اورضرورت کا خیال رکھنے والا) ویسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا، اورراوی کہتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کا وہ درجہ ہے جواس شخص کا ہے جورات رات بھر نماز پڑھتا ہے اور تھکتا نہیں اور پے درپے روزہ رکھتا ہے اور روزہ چھوڑتا نہیں۔

حدیث کا پیغام

بیوہ عورت کا خیال، اس کی فکر، اس کی ضرورتوں کو پورا کرنا، اس کے کھانے پینے کا بندوبست کرنا ہمارے سماج میں اچھا تو سمجھا جاتا ہے، لیکن عورت کی حیثیت اس کو نہیں دی جاتی، جبکہ حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بیوہ کا خیال رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ رات میں نمازیں پڑھنا اور دن میں خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔

(۲۹) دین آسان ہے

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ - صلی الله علیه وسلم - قَالَ " إِنَّ الدِّینَ یُسْرٌ، وَلَنْ یُشَادَّ الدِّینَ اَحَدٌ إِلاَّ غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاَبْشِرُوا، وَاسْتَعِینُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ " (رواه البخاري، باب الدین یسر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین تو حقیقت میں آسان ہے، اب اگر کوئی خود ہی دین سے زور آزمائی کرنے لگے (غلو سے کام لینے لگے) تو پھر دین ہی اس پر غالب آجائے گا (یعنی وہ شخص ایک دن تھک ہار کر خود ہی بیٹھ جائے گا) لہٰذا دین کے سلسلہ میں صحیح اور درمیانی راہ اختیار کرو، اور استقامت کے ساتھ اس پر چلتے رہو (اور اگر پوری طرح اس پر نہ جم سکو) تو استقامت سے قریب تر رہنے کی کوشش کرو (اگر استقامت کے قریب تر رہنے میں بھی تم کامیاب ہوگئے) تو تمہارے لیے خوشخبری ہے (جنت کی) اور ہاں صبح وشام کی عبادت (پانچوں نمازوں) اور رات کے اندھیرے کی عبادت (تہجد) سے اس سلسلہ میں مدد لو۔

حدیث کا پیغام

دین عملاً آسان ہے، اور اس میں اعتدال اور میانہ روی مطلوب ہے، عبادت کے معاملہ میں اپنے آپ کو تکلیف اور مشقت میں ڈالنا اسلام میں ناپسندیدہ عمل ہے، اسلام ہی وہ مذہب ہے جس میں دنیا کی بھی پوری رعایت ہے اور انسانی ضرورتوں اور جسمانی تقاضوں کا بھی پورا خیال۔

(۳۰) تقویٰ اور کتاب وسنت کی پابندی

عِرْبَاض بن سارية قال: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- الصُّبْحَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَانَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا فَقَالَ " أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْداً حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِى فَسَيَرَى اخْتِلاَفاً كَثِيراً فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِى وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ ". (رواہ احمد: 127/4)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے: فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف رخ کیا اور ایک نہایت ہی بلیغ اور موثر وعظ کہا جسے سن کر آنکھوں سے آنسوں رواں ہو گئے، اور دل کانپ کے رہ گئے، اتنے میں ایک صاحب اٹھ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! آج آپ کے وعظ سے ایسا لگ رہا ہے کہ گویا کہ اب آپ ہم سے رخصت ہونے والے ہیں؟ اگر ایسی ہی بات ہے تو ہمیں کچھ وصیت فرما دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر حال میں اللہ کا لحاظ رکھنا اور اس سے ڈرتے رہنا اور اپنے امیر کی

اطاعت کرنا اگرچہ تمہارا امیر کوئی سیاہ غلام ہی کیوں نہ ہو، اور میرے بعد تم میں سے جو بھی زندہ رہے گا وہ اختلافات کی کثرت دیکھے گا، ان حالات میں تمہارے لیے ضروری ہوگا کہ میرے طریقہ اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو اپناؤ اور اس کو دانتوں سے دبائے رکھو، اس لیے کہ دین کے نام پر کیا جانے والا ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حدیث کا پیغام

اختلافات کے درمیان اپنے کو صحیح ڈگر پر رکھنا اسی وقت ممکن ہوگا کہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور آپ کے طریقہ کو دیکھا جائے، اس کے بعد نمبر آتا ہے خلفاء راشدین کا، وہ بھی ہمارے لیے نمونہ ہیں، لیکن وہ زمانہ ایسا ہوگا اور حالات اتنے بگڑ چکے ہوں گے اور دین کے سلسلہ میں اختلافات کا یہ حال ہوگا کہ نبوی طریقہ اس میں ڈھونڈنا پڑے گا اور ڈھونڈنے کے بعد اس کو اتنی مضبوطی سے پکڑنا ہوگا کہ پھر کوئی آپ کو اس سے ہٹا نہ سکے، لہٰذا زندگی کے تمام معاملات میں تقوی الٰہی کے ساتھ سنت رسول اور صحابہ کرام کے عمل کا اتباع اور اطاعت امیر مسلمانوں کے لیے ہر فتنہ اور گمراہی میں مشعل راہ ہے۔

(۳۱) سرکشی اور ہٹ دھرمی کی شناعت

عَنْ اَبِی اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- " مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلاَّ أُوتُوا الْجَدَلَ ". ثُمَّ تَلاَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- هَذِهِ الآيَةَ (مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلاَّ جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ)

(رواه الترمذي، باب ومن سورة الزخرف، حسن صحيح).

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہدایت پا جانے کے بعد کوئی بھی قوم گمراہ نہیں ہوتی، سوائے اس کے کہ وہ نافرمانی اور سرکشی میں پڑ جائے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: {مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ} (سورہ زخرف:۵۸)

ترجمہ: انہوں نے یہ بات آپ کے سامنے محض کٹ حجتی کے طور پر پیش کی ہے، اصل یہ ہے کہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔

حدیث کا پیغام

سرکشی، کٹ حجتی، دوسرے کی رائے نہ سننا اور اپنی رائے پر اصرار کرنا دین سے انحراف اور گمراہی کا سبب بنتا ہے۔

(۳۴) ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

عَنْ أبِی هُرَیْرَةَ انَّ رَسُولَ اللّٰہِ -صلی الله علیه وسلم- قَالَ " حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ ". قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ " إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَسَمِّتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ ".

(رواه مسلم، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، صحابہ نے دریافت کیا کہ وہ حقوق کیا ہیں یا رسول اللہ!؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۱) جب تم کسی مسلمان سے ملو تو اس کو سلام کرو (۲) جب وہ تم کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو (۳) جب وہ تم سے کوئی خیر کی بات کہے تو اس پر عمل کرو (۴) جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تم اس کے جواب میں یرحمکم اللہ کہو۔ (۵) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور (۶) جب انتقال کر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔

حدیث کا پیغام

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر یہ وہ چھ حقوق ہیں جو اگر ادا کیے جائیں تو سارے جھگڑے، دل کی ساری کدورتیں، ساری عداوتیں اور آپسی سارے اختلافات

اسی طرح ختم ہوجائیں گے جیسے کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں۔

(۳۳) عظمت صحابہ

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- " لاَ تَسُبُّوا اَصْحَابِى لاَ تَسُبُّوا اَصْحَابِى فَوَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ ".

(رواه مسلم، باب تحريم سب الصحابة)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو، قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا خرچ کردے تب بھی وہ ان کے ایک مد خرچ کرنے بلکہ ان کے آدھا مد خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ (مسلم)

حدیث کا پیغام

صحابہ کرامؓ کا امت پر بڑا احسان ہے، انہی کے ذریعہ دین ہم تک پہنچا، انہوں نے دین کی تبلیغ میں جو قربانیاں دیں، جو تکلیفیں برداشت کیں، کتابوں میں ہم ان کو پڑھتے تو ہیں؛ لیکن حقیقت میں ہم ان کا تصور بھی نہیں کرسکتے، ایسی چنیدہ، برگزیدہ اور مقدس ہستیوں پر لب کشائی کرنا احسان فراموشی کی بدترین مثال ہے۔

(۳۴) صلہ رحمی

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ " مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ اَوْ يُنْسَاَ فِى اَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ".

(رواه مسلم، باب صلة الرحم، وتحريم قطيعتها)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے

ہوئے سنا ہے: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا رزق بڑھ جائے اور اس کی عمر میں برکت ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے (رشتہ داری کا خیال رکھے)۔

حدیث کا پیغام

صلہ رحمی سے عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے، لہٰذا رشتوں کو جوڑنے اور ان میں الفت ومحبت پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

(۳۵) اتحاد واتفاق

عَنْ اَبِی مُوسَی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ-صلی اللہ علیہ وسلم- "الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ".

(رواہ مسلم، باب تراحم المومنین وتعاطفھم وتعاضدھم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایسا ہے جیسے کے عمارت کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے لیے، عمارت کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط و مستحکم کرتا ہے۔

حدیث کا پیغام

مسلمانوں کو سربلندی اور کامیابی اسی وقت حاصل ہوگی جب وہ آپس میں متحد ومتفق ہوں گے اور ان میں ایک دوسرے کے لیے تعاون وخیرخواہی کا جذبہ پایا جائے گا، جیسا کہ کوئی بھی عمارت اس وقت تک مضبوط اور مستحکم نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کی تمام اینٹیں ایک دوسرے سے پوری طرح مربوط اور جڑی ہوئی نہ ہوں، ایک اینٹ بھی اگر ڈھیلی ہوگئی تو بقیہ اینٹوں پر اس کا اثر پڑنا لازمی ہے۔

(۳۶) بغض وحسد اور بدگمانی کی ممانعت

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ -صلی اللہ علیہ وسلم- قَالَ " إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلاَ تَحَسَّسُوا وَلاَ تَجَسَّسُوا وَلاَ تَنَافَسُوا

وَلاَ تَحَاسَدُوا وَلاَ تَبَاغَضُوا وَلاَ تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا".

(رواه مسلم، باب تحريم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوها)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی عام طور پر جھوٹ نکلتی ہے اور تجسس میں نہ پڑو، ٹوہ میں نہ لگو، دنیاوی معاملات میں ایک دوسرے سے مقابلہ نہ کرو، نہ آپس میں حسد رکھو اور نہ بغض رکھو، نہ آپس میں قطع تعلق کرو اور سب اللہ تعالی کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

حدیث کا پیغام

بدگمانی، حسد اور تجسس ایسی عادتیں ہیں جن سے انسان خود کبھی خوش نہیں رہ پاتا اور دوسروں کو بھی پریشان کرتا ہے، یہی وہ عادتیں ہیں جو آپس میں دوری اور نفرت کا باعث بنتی ہیں، اور حسن ظن سے انسان خود بھی خوش رہتا ہے اور دوسروں کو بھی خوش رکھتا ہے، اسی لیے بدگمانی سے بچنے والے اور حسن ظن رکھنے والے کو جنتی کہا گیا ہے۔

(۳۷) مومن کی عزت وآبرو کی حفاظت

عن جَابِرَ رضي الله عنه قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ " مَا مِنِ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلاَّ خَذَلَهُ اللّٰهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنِ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلاَّ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ "(رواه ابو داود، باب الرجل يذب عن عرض اخيه)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی اس وقت مدد نہیں کرتا جس وقت اس کو اس کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی عزت خطرہ میں ہوتی ہے تو اللہ تعالی اس کو اس موقع پر بے سہارا و بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے جب اس کو خدا کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے، اور جب

کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی ایسے وقت میں مدد کرتا ہے جب وہ بے عزت ہو رہا ہوتا ہے اور اس کی بے آبروئی ہو رہی ہوتی ہے تو اللہ تعالی اس وقت اس کی مدد کرتا ہے جب اس کو ایسی صورت حال پیش آتی ہے۔

حدیث کا پیغام

ایک مومن کو چاہئے کہ دوسرے مومن کی عزت وآبرو کا لحاظ رکھے اور ایسے نازک موقع پر اس کی ضرور مدد کرے جہاں اس کی آبرو خطرہ میں ہو اور اس کو مدد کی ضرورت ہو، اگر کوئی مومن ایسا نہیں کرتا تو اللہ تعالی اس کو دنیا میں رسوا کرتا ہے۔

(۳۸) عصبیت کی ممانعت

عَنْ بِنْتِ وَاثِلَةَ بْنِ الاَسْقَعِ اَنَّهَا سَمِعَتْ اَبَاهَا يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ "اَنْ تُعِينَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ". (رواه ابو داود، باب في العصبية)

حضرت بنت واثلہ بن الاسقع ؓ فرماتی ہیں کہ انھوں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناحق اور غلط بات پر اپنے لوگوں کا ساتھ دینا۔

حدیث کا پیغام

اسلام انسان کو بحیثیت انسان دیکھتا ہے، انسان ہونے کے ناطہ انسان کو وہ تمام حقوق دینے پر زور دیتا ہے جو حقوق اس کے بنتے ہیں، عصبیت خواہ کسی بھی شکل میں ہو، وہ ناانصافی، جانب داری، حق تلفی اور نااہل کو اہل قرار دینے کا دروازہ کھولتی ہے، اس لیے اسلام نے اس کو کسی بھی صورت میں پسند نہیں کیا؛ بلکہ اس پر سخت نکیر فرمائی ہے۔لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مذہبی، قومی، وطنی، نسلی، لسانی، مسلکی ہر طرح کے تعصب سے گریز کریں چاہیے، اس لیے کہ تعصب انسان کو اندھا بنا دیتا ہے۔

(۳۹) دین سراپا خیر خواہی ہے

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ " الدِّينُ النَّصِيحَةُ " قُلْنَا لِمَنْ قَالَ " لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ ". (رواه النسائي، باب النصيحة للإمام)

حضرت تمیم الداری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے پوچھا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے امیر کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

حدیث کا پیغام

اللہ تعالی کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی مکمل اطاعت کی جائے، اس کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی اس کے احکام وآداب کو بجالانا ہے، رسول کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ آپ کی مکمل اتباع کی جائے اور مسلمانوں کے امیر کی حق پر اطاعت کرنا اور عام مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ان کو نیک اور اچھے کام کرنے اور برائیوں سے بچنے کی تلقین کرنا یہ ان کے حق میں خیر خواہی ہے۔

(۴۰) حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-" لاَ يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتَّى اَكُونَ اَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ ".

(رواه مسلم، باب وجوب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم)

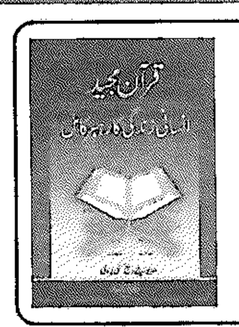
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک میری محبت، اس کی اولاد، اس کے ماں باپ اور تمام لوگوں کی محبت پر غالب نہ آجائے۔

حدیث کا پیغام

شریعت پر پوری طرح عمل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی ذات ہمیں سب سے زیادہ محبوب نہ ہو، ہر ہر موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے ٹکراتی ہے ہمارے والدین کی رائے، بیوی بچوں کی رائے، خاندان کے بزرگوں کی رائے، رسم ورواج میں جکڑے ہمارے سماج کی رائے اور خود ہماری رائے، ہماری خواہش، ہماری پسند، ہماری ترجیح، ایسی صورت میں اگر کوئی چیز شریعت پر عمل کرنا ہمارے لیے آسان بنادیتی ہے، اور صرف آسان نہیں؛ بلکہ شریعت پر عمل میں لذت پیدا کردیتی ہے، تو وہ صرف نبی اکرم کی یہی محبت ہے جو ہر مشکل کو ہمارے لیے آسان کردیتی ہے اور دین کی راہ میں ہر تکلیف کو ہمارے لیے راحت بنادیتی ہے۔

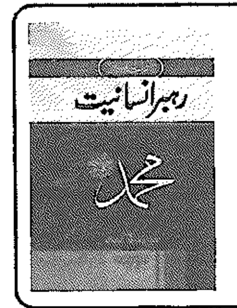
حب رسول واتباع رسول ہی اطاعت خدا کا بنیادی ذریعہ ہے جو ہر مومن بلکہ ہر انسان کا مقصود اصلی ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد افراد اور قوموں، اہل مشرق اور اہل مغرب، اولین اور آخرین سب کے لیے اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ سعادت وفلاح انہی کے دامن سے وابستہ ہے، ان سے علاحدہ ہوکر شقاوت اور ہلاکت، محرومی و نامرادی کے سوا کچھ نہیں۔



قرآن مجید: انسانی زندگی کا رہبر کامل

مصنف: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

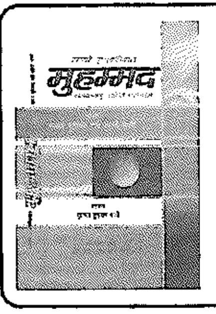
صفحات:368 قیمت:250



رہبر انسانیت محمد ﷺ (اردو)

مصنف: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

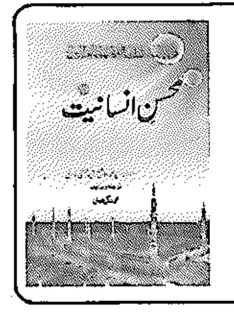
صفحات:468 قیمت:250



رہبر انسانیت محمد ﷺ (ہندی)

مصنف: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

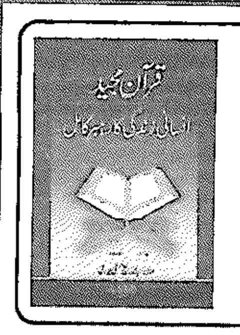
صفحات:352 قیمت:250



محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

صفحات:135 قیمت:68



قرآن مجید: انسانی زندگی کا رہبر کامل

مصنف: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

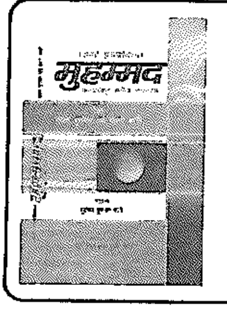
صفحات: 368 قیمت: 250



رہبر انسانیت محمد ﷺ (اردو)

مصنف: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

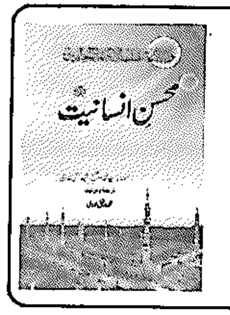
صفحات: 468 قیمت: 250



رہبر انسانیت محمد ﷺ (ہندی)

مصنف: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

صفحات: 352 قیمت: 250



محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

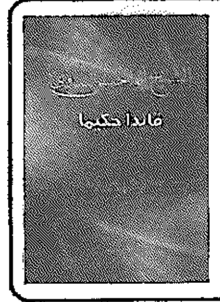
صفحات: 135 قیمت: 68



أدب أهل القلوب

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

صفحات:240 قیمت:125



الشيخ أبو الحسن قائداً حكيماً

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

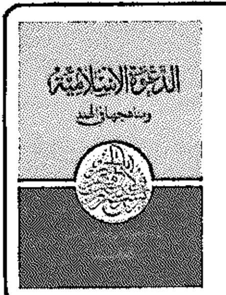
صفحات:184 قیمت:120



لمحات من السيرة النبوية والأدب النبوي

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

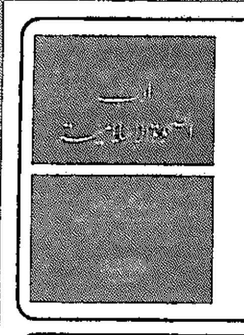
صفحات:223 قیمت:110



الدعوة الإسلامية ومناهجها في الهند

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

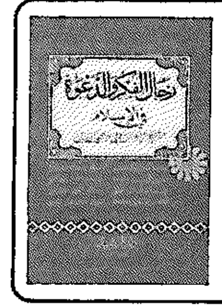
صفحات:120 قیمت:50



أدب الصحوة الإسلامية

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

صفحات:116 قیمت:50



رجال الفكر والدعوة في الإسلام

(حصہ اول)

مصنف: مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

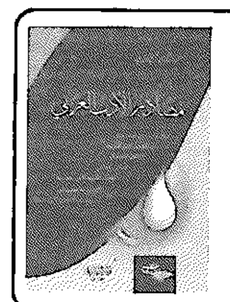
صفحات:398 قیمت:250



بين الدين والعلوم العقلية

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

صفحات:96 قیمت:50



مصادر الأدب العربي

مصنف: مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

صفحات:190 قیمت:150